

AKHBAR
OUDH PUNCH
Volume. VIII
1923
LUCKNOW
١٩٢٣
اودھ پنچ
अखबार अवधपंच लखनऊ

مناد اسلام

روزانہ الامان دہلی

آریوں کے گرو اکن پروفیسر کا جواب دینے سر حد قنا ... میں مسلمانوں ... فرائض کی تکمیل کرنے ... کی صحیح خبریں شائع کرنے کے لیے روزنامہ الامان جاری ہو گیا ہے مسلمانان ہند میں ... کی تبلیغ ... اس اخبار کا اصل مقصد ہے۔ یا ... مسائل ... وقت میں روزنامہ الامان ... خصوصیت ... شائع ہو ... آپ کی خدمت میں ... اس زمانہ میں جبکہ ہر اخبار ... روزنامہ الامان کو محض تبلیغی فرض ... جاری کیا گیا ہے۔ اور ... امید ہے کہ آپ بھی اپنا تبلیغی فرض سمجھ کر روزنامہ الامان کے لیے ... قیمت سالانہ بارہ روپیے ... ششماہی ... سہ ماہی ... نمونہ مفت۔ ... الامان ... [illegible] ...

منیجر روزنامہ الامان گلی قاسم جان - دہلی

اخبار تحفۂ ہند بجنور

یہ اخبار ... سال سے ... قوم و ملک کی ... خدمات ... علمی ... جس ... ترجمانی ... اور وطن ... حب الوطنی ... ہندو مسلمانوں ... کی طرف مائل کرنے ... تہذیب اور اخلاق ... اور حالات ... کانگرس اور ... خلافت ... مسلم لیگ ... دیگر انجمنوں کی کارروائیوں ... اور ... خبروں کے اقتباس کے لیے خاص انتظام کیا گیا ہے۔ تجارتی اصول کو نظر انداز کر کے قیمت سالانہ عوام سے صرف ... پیشگی لی جاتی ہے۔ نمونہ مفت۔

نیاز مند

منیجر اخبار تحفۂ ہند بجنور

رقت منی اور نامردی کے لیے

مدن منجری گولیاں

یہ دوا ... سال سے ... دنیا میں شہرت حاصل کر چکی ہے ... [illegible] ...

مفت - مفت

وید ودیا

... [illegible] ...

ملنے کا پتہ

راج وید ... [illegible] ... جامنگر کاٹھیاواڑ ... بمبئی کلکتہ مدراس

مابین انگورہ ... فتح کی خوشی میں رعایتی قیمت

تاریخ انگورہ

... [illegible] ...

ماسلاطین عثمانیہ ... سے لیکر ... تک مفصل حالات درج ہیں۔ تاریخ اسلامی شجاعت کی سچی تصویر ہے۔ قیمت رعایتی فی جلد ... صرف ماہ اگست تک کے لیے

رہنمائے کشمیر

کشمیر جنت نظیر کی سیر کرنے والوں کے لیے نہایت مفید اور پُر مطلب ... کشمیر میں ... سے داخل ہونے کے واقعات قیمت ...

داستان جمیل ... ترکی زبان کی الف لیلہ ... حجم ... صفحہ قیمت ...

تمام کتابیں جنرل پبلشنگ ... سے مل سکتی ہیں

زمانہ

اُردو کا بہترین رسالہ

ایڈیٹر دیا نرائن نگم بی۔ اے

زمانہ گذشتہ بیس برس سے ... ملک کی علمی خدمت ...

زمانہ میں ملک کے مشہور ... مضامین شائع ہوتے ہیں۔

زمانہ کے ہر نمبر میں ... مضامین درج ہوتے ہیں۔

زمانہ کسی خاص ... ملک کی بہبودی ... ترقی ... کی ... رہے

زمانہ ... جنوری ... سے شروع ہوتی ہے ...

قیمت ... [illegible] ...

المشتہر منیجر زمانہ کانپور

جلد ۸ نمبر ۳۱

مضامین غیر

جمعہ ۱۰ اگست ۱۹۲۳ء

المستیات

ماتقیانِ سیاسی

لاٹ جب سے ولایتی اک میم
گئے ہیں قیدیانِ ہندوستان
چھوٹے گئے ہیں کارتوس کے
پر بارود ہے دماغوں میں
لے کے بھٹکے خراب پھریں گے
ملک برباد ہو تو بھنگے سے
کیسی بجتی ہے دکھیں سنسر سے
تفرقہ ہو رہا ہے آپس میں
کوئی پٹتا ہے کوئی مرتا ہے

رُخ بہ دنیا و دیں نے آریم
او فتادہ بخدا از نظر اریم
گوہر برج گنج اسراریم
فارغ از نافہ ہاے تاتاریم
خادمِ خاندانِ تتاریم
عشقش را بجان خریداریم
تا نگہ پیوستہ سر از انصاریم
ہر دم از دیدہ خوں ہمی باریم
ہر کسے خوردہ ہے وداریم

تو حکومت کی چال دیکھ اے دوست
ہر چہ بینی بدانکہ مظہر اوست

بیخ توا اے کمال تاباں ست
دلبر اسنبلت بہ خوشبوئی
مصحفِ روے پُر جلالِ کمال
کیا اچھالا ہے تو نے یونان کو
تو نے قبضہ کیا سمرنا پر
لارڈ کرزن کے پیٹ میں ہے مروڑ
کھٹتے ہیں سر ہلا کے لاڈ جارج
تیرا اقبال دیکھ کر یورپ
بلبلِ شاخسار گلشنِ قدس

لب تو رشکِ رنگ مرجاں ست
بر سرِ لالہ عنبر افشاں ست
عاشقاں را بجاے قرآں ست
گوے خوبی ترا بہ چوگاں ست
جاے طوطی بہ شکرستاں ست
یا رب ایں درد را چہ درماں ست
وصفِ غفلت نہ حدِ امکاں ست
دم بدم خوں ز دیدہ باراں ست
ایں سخن ہر صباح گریاں ست

ہو گئے ایشیائی یورپ دوست
ہر چہ بینی بدانکہ مظہر اوست

اکھڑے اہلِ دیں کے قیدائی
ہند میں ہیں کہیں کہ گاہ زنداں میں
تیرا ثانی نہیں ہے عالم میں

ایکہ در چشم من نے آئی
بالعجب ماندہ ام کہ ہر جائی
تا نگہ مشہور تر بہ یکتائی

ظلمت ظلمت ہے سب یہیں سیاہ
کبھی رہتا کبھی تو جیتا ہے
تیرے انداز بھی نرالے ہیں
گاہ وزیری و گاہ غواصی
شام ہے قبضۂ نصاریٰ میں
گاتے ہیں مطربانِ پالیٹکس

چہرہ بے نقاب بنمائی
نرمِ آں دم کہ پردہ بکشائی
گاہ پیری و گاہ برنائی
گاہ موجے و گاہ دریائی
از چپ و راست زیر و بالائی
از دلِ زار و صوتِ شیدائی

صلح ورزاں کے ہمنوا ہیں دوست
ہر چہ بینی بدانکہ مظہر اوست

بولا پیرس سے حسبِ فی غدار
تیری رنگت کی ایسی چھپی لو
تیری ماتحتی سے یہ اچھا ہے
کروں تقلید میں بھی گاندھی کی
کر دیا گھر جلا کے تو نے خاک
دیکھ مظلوم کے لہو کا رنگ
تنگ آئے تری جفاؤں سے
دیکھتے ہیں بُری نظر سے تجھے
داستانِ ستم تری شب و روز

گوشۂ زاہدانہ باز گذار
خلق را نیست حاجتِ عطار
بکشم سجدہ بر درِ خمار
خوش در آیم بحلقۂ زنار
وقنا ربنا عذاب النار
طعنہا می زند بے گفتار
کوہ و صحرا و کوچہ و بازار
مردم دیدۂ اولو الابصار
می شنیدیم از در و دیوار

کر کے سینہ گرد تو بیٹھا اے دوست
ہر چہ بینی بدانکہ مظہر اوست

گاتی پھرتی ہے قوم یہ ہر سو
ہیں یہ تبلیغ اور شدھی کے تیر
اتحادِ عمل پہ ماری لات
تیری قسم اہل حل و عقد
کہ کہتا ہے کیوں جھکائیں سر
ہے جا ہند پہ بھی کیسی
یوں پڑاتے نفاق کے چھوٹے
جانی دشمن ہوئے وہ جو تھے کبھی
گر ترا گوش جاں نباشد کر

نغمۂ لا الٰہ الا ہو
شاہداں را بہانہ در ابرو
عقل را نیست زور در بازو
سالہا شد کہ میکنند کو کو
پیشِ بت سجدہ می برد ہندو
اے ز موے تو نافہ خوشبو
بہ بیاباں نہادہ رخ آہو
در رہ عشق یک دل و یک رو
بالیقیں بشنوی تو از ہر سو

کہ یہ غصیاں دل میں جو دوست
ہر چہ بینی بدانکہ مظہر اوست

بر سرِ ما دہ خمار آمد
سوراج کے ساتھ بیٹھے اتم چند
لنگا جھاڑا جو تیرا ثانی ہے
دور شوکت سے چشمِ اہلِ بصیر
بر سرِ غیر اتفاق قوم

نکہتِ نافۂ تتار آمد
مرغ در مرغزار زار آمد
بوے گیسوے آں نگار آمد
بادہ نادیدہ در خمار آمد
ہر نور رود ز زر نثار آمد

پے اپریل جہاں اصلاحات — چوں رخ یار شگفتہ بار آمد
دینا فرصت نگاہ ہو گی — ہر سحرگاہ اشکبار آمد
جس میں جانے سے صلح کی شرطیں — داغ را درد دیدہ خار آمد
گینیا میں صدا اہ صحرات — نالہ گرد دل ہمسفر آمد

سینہ کا وہ تیرا اڑانا دوست
ہرچہ بینی بدانکہ مظہر اوست

صحبت ذہنی و تیاری گوئیہ — سخن آمد ادھ گوئیہ
ہم ہو زباں میں صلح کی باتیں — با دل ہوشیار می گوئیہ
تیرے خط کو خود بہ نادانی — از شکست تتار می گوئیہ
ہے کلام ایسا تیرا پیچیدہ — خبر زلف یار می گوئیہ
اس پہ بھی ہیں خار ترک میں گل — نکتہ جور خار می گوئیہ
بس میں بہیرل بجلس شمس صلح — قصہ از بہار می گوئیہ
کی آزاد ہیں رہیں آزاد — از سر انکسار می گوئیہ
کل جنگ سے دکھاؤ نہ تم — ہر کسے مار مار می گوئیہ
چلاؤ زبن سے جو وہ شرط لاس — ہمہ دم زار زار می گوئیہ

اتحادی ہوئے ہیں دشمن دوست
ہرچہ بینی بدانکہ مظہر اوست

مذہبی اختلافات کی ہے دھاک — جان ہر یک نثار درِ یا پاک
مسکو سے میں صرف تیر و خار نہد — ہمہ را کو ردیدہ او را ک
ان کے ٹکڑوں کی ڈھال ہو کچھ — می شود رام توسن افلاک
یوں ہی بیٹھے ان کے راگ ہوں — ہر کہ در راہ حق بود چالاک
ہم تو بیٹھے ہیں زہر حب وطن — می خواہیم از کسے تریاک
خود غرض کو ہے بٹ کام سے کام — می کشد او کسے نہ دارد باک
خود سر تھا اتحاد آگ تھا دل — آتشے زد بخرمن خاشاک
خیر طلب ہے خیر نہیں — میکند سینہ ہاے یاراں چاک
مثنوی از دہان ہر جا و ق — ساختہ گرز خیر گردی پاک

حال ہے کشتہ دوست
ہرچہ بینی بدانکہ مظہر اوست

اصلی علم النسا با تصویر

قیمت — ۸ر

[illegible] تصویر [illegible] مستورات [illegible] عشق [illegible] لذت عشق با تصویر [illegible]

[illegible] کارخانہ نافوتیہ ضلع سہارنپور

کونسل کا جو دیکھے تو اہم — جام جمشید را زدنی برہم
ملک کتا ہے خاک بھیں گے — ممبران اسمبلی دزد دم
چکے دیتے ہیں اب صاحب آئیں — می شخا ہند را زکسے مرہم
یہ بہوت اگریں جو دریا میں — رشتہ دوستاں نہ گردد کم
پست تر عالمیت گردانی — ممبراں را برون از ہیں عالم
جو شرافت کو چھوڑ کتا ہے — تا بہ اسرار شاں نخوری محرم
جھک کے میں تجھ کو پھر سلام کروں — دامن عیش اگر نہ گیری کم
ان کو ملتی ہے مفت کی تنخواہ — جو کوں مرتے ہیں یاں بنی آدم
قوم کے غم میں مبتلا ہو جو تو — بشنوی از نواے نالہ ہم

عیش ہے نہیں جو جو حاصل دوست
ہرچہ بینی بدانکہ مظہر اوست

(باقی آئندہ)

ظریفانہ

(ہ ریدست حضرت الست شاہ پوری)

مولانا ڈسٹرکٹ بورڈ کا عُرس

ہمارے ضلع بہرائچ میں بالے میاں کے بیاہ کی طرح ہر سال ڈسٹرکٹ بورڈ شاہ کی عرس بھی ہوتی ہے۔ ان بزرگ کی گاگر گورنمنٹ گھاگرا بڑے دھوم سے اٹھائی ہے بالے میاں کا نکاح زہرہ بی بی سے ہوتا ہے زنی سگائی بی برسات خاتم سے ہوتی ہے۔ بالے میاں کھیلیں برسوں سے گئے تب سے کھلیاں لیتے اور مراد مندزائرین کی مرادیں پوری کرتے ہیں مگر یہ بزرگ ایسا جھول نہیں پاتے۔ ان کے معتقدین کا دائرہ نہیں صحیح اور ہر طبقہ پر حاوی ہے ان کے پجاری صرف بیچارے پتلی گردن والے زمیندار ہیں۔ نذر نقد کا چڑھاوا چڑھ جاتے ہیں وہ سب بورڈ شاہ کے خزانہ عامرہ میں جاتا ہے لیکن مطلب سے کار برآری کا نام آیا تو کانوں میں انگلیاں ٹھونسیں ہاں مجاورین خاص (ممبرا) خلیفہ صاحب (انجینیر) سجادہ نشیں صاحب (چیرمین) اپنی غرض کے وقت تجھے خیر خواہ خلق نہایت منکسر مزاج نظر آتے ہیں اور ادھر انتخاب کا مرحلہ ختم ہوا یا مالی ضرورت رفع ہوئی پھر کہاں سے کہاں گئے ہم۔ سلام قبول ہونا بھی تو میں کی مد میں داخل۔ کرہ برباغ سے بدل بکرہ فلک۔ ساری ہمدردی بالائے طاق نسیاں۔ پبلک کی مرضی گئی چولھے بھاڑ میں خلق العادی کی بلا سے کا حق گئے۔

بھلا آپ غور فرمایئے کئی سال سے ضلع بہرائچ پر بڑی گھاگرا کی ماتا الیسی ہٹ پڑی ہے کہ سیلاب کا دورہ ہر طرف پڑا رہا ہے۔ ضلع کا بہت بڑا حصہ سیراب کیا غرقاب ہو جاتا ہے۔ کاشتکاروں کو کھیتوں سے

ایک ہی فصل حاصل ہوتی ہے۔ سڑکوں اور محلوں کا یہ عالم کہ اکے گاڑی چھکڑے تو ٹم موٹر کا تو کیا ذکر اکثر حصے پر پیدل چلنا بھی دشوار ہے جو ذرسی چوک کر تربت کے غار سے پھر باہر آنا محال ہے۔ اگر سخت جانی کی مدد سے باہر بھی آ گئے تو بینڈل تنگ گیری آغوش محبت کے چلتوں ہڈیوں پسلیوں میں درد ہونا یقینی ہے۔ ان غاروں میں بھی پانی گھر گھر کا یہ فیض موجود ہے ڈوبنے سے بچے کو دلدل میں پھنسے۔ اب دو ہی صورتیں ہیں یا تو بارہ پر یا دوسرے گھر والی کی طرح پردہ نشین ہو جایئے یا نکلیے تو دو دو لکھنؤ کے مرکا معافی نامہ لکھوا کے نکلیے۔ آپ کہیں گے کہ برسات میں اگر تہی آبادی بھری آبادی میں شامل ہو جاتی ہے تو ناؤ یا اسٹیمر کا بندوبست کر لو۔ حضت سلسلہ اور [illegible] تو خیر یہاں جب [illegible] کے ساتھ جھگڑا ہو جائے اور اسٹیمر کی ہم میں بیل باندھیں تب کام نکل سکتا ہے۔ سنتے ہیں کہ آجکل موجدین یورپ نے ایک ٹینک ایجاد کیا ہے جو خشکی اور تری میں برابر کام دیتا ہے اگر جناب ڈسٹرکٹ بورڈ ایک چھوڑ تین تین شفاخانے تیار کرنے کے بجائے ٹینک اور ہوائی جہازوں کا بندوبست کرتی تو ہم شکریہ ادا کرتے غضب خدا کا یہ شفاخانے کس مرض کی دوا ہیں اور اگر فائدہ رساں ہوں بھی تو ہم ان تک کیونکر پہنچیں اس سیلان و ہیجان کا کوئی علاج بجز اس کے سڑک درست کرنے کے نہیں ہے جس کی جانب سے جتنی بے پروائی برتی جاتی ہے۔ بورڈ کے بعض ارکان ایسے [illegible] ہیں کہ کبھی تو یہ سنا ہے کہ ان کو [illegible] کا شوق اور حسن پرستی کا [illegible] ہے پھر جلا جاتا ہے کام کیونکر بنے۔ سڑک کوئی عمر نہیں جسکا چڑھاؤ اتار گھٹے کے اختیار میں ہے۔ [illegible] کے غار جب جی چاہا پاٹ دیے۔ [illegible] جب چاہا [illegible] دو حسینوں کی [illegible] کنگھی اور آئینہ کی مدد سے گھر بیٹھے درست ہو جائے۔ [illegible] درستی [illegible] کے روپیہ کی محتاج ہے [illegible] کمائیوں کی [illegible]

ناچنے اور [illegible] مکانات سے کچھ ہوتا ہوا نہیں سالا کہیں گرا ہوا ہے تو شفاخانے جن کے یہاں پہنچے

راقم —

[illegible] سیلاب ۲۰۳

پنچ — [illegible] گشتگان سیلاب کے واسطے اسپتال ضروری چیز ہے کم از کم یہ تو معلوم ہو جائیگا کہ کتنا پانی ڈوبنے والا پی گیا اور مدد یا کسقدر گئی۔ اب کسقدر ڈوبنے والوں کی اور ضرورت ہے اور وہ کچھ دنوں میں پوری ہو جائے گی۔

مولانا پنچ کی نوٹ بک

پوست کشیدہ کلہ گوسفند کے جبڑے دیکھ کے ایک لڑکے نے اپنے باپ سے کہا "ابا دیکھو یہ بکری کا کلہ کھال کھنچ جانے پر کتنا ہنستا ہے مارے خوشی کے دانت باہر نکل آئے ہیں" اس لڑکے کی سمجھ میں اور ہمارے کرنل ہیٹ کی سمجھ میں کچھ یوں ہی سا فرق ہے آپ فرماتے ہیں کہ ہندستان کے جیلخانوں میں انقلابیوں کے ساتھ ایسا اچھا برتاؤ ہوتا ہے کہ مارے خوشی کے وہ لوگ جیل خانوں کو "سوراج مندر" کہتے ہیں۔

ہائے سخن شناس نہ دلبرا خطا اینجاست

کرنل صاحب تم نے ہندوستانیوں کی الٹی [illegible] ابھی سمجھی کہاں۔ ابھی یہ "انگارے" کو "کوڑی کا لعل" کہتے ہیں۔ پھر اس لعل کو گلے کی ہیکل میں یا کون ڈالتا ہے۔ قبرستان کو "تکیہ" کہتے ہیں مگر اس تکیہ پر سر رکھ کے سونا کون گوارا کرتا ہے۔ ختنے کو "بڑی شادی" کہتے ہیں لیکن کوئی نامختون بڑی شادی کرانے پر راضی نہیں ہوتا۔ جوتے کو "جوڑا" کہتے ہیں مگر یہ جوڑا جس کسی کے لگتا ہے اسکی خیدا سے پوچھو۔ سانپ کو ماموں کہتے ہیں مگر جانچ تے جان نکلتی ہے چیچک کو "ماما" کہتے ہیں مگر ایسی ماما کی گود میں آغوش گزندگی مشکل ہے بچھو [illegible] کو "وطن" کہتے ہیں لیکن اس وطن کا [illegible] کارے دارد۔

جھنکاڑی بیڑی کو زیور کہتے ہیں جیلخانہ کا ایک اور نام "سسرال" بھی ہے لیکن نہ اس زیور کا جہیز مرغوب ہے نہ اس سسرال کی دعوت پسند ہے۔ دیکھو کرنل صاحب ان دل لگی بازیوں تماشوں کے دھوکے میں نہ آنا۔ اور خبردار ایسی بڑی شادی کی ہوس زیور کی لالچ دلہن کے اشتیاق ہم آغوشی یا سسرالی دعوت کی چاٹ میں ہندوستان کی طرف رخ نہ کرنا ورنہ جو مصیبت ان سیاسی قیدیوں نے برداشت کی ہے [illegible] ابھی برداشت نہیں کر سکتا اس سوراج مندر میں جو اچھے سے اچھا برتاؤ ہوتا ہے انگلستان کے سوراج مندر کا برے سے برا برتاؤ اسکے آگے شرماتا ہے۔

پتے کی بات

لارڈ ہارڈنگ سابق وائسرائے ہند [illegible] کے رسالے میں فرماتے ہیں کہ [illegible] ہے شاید اہل ہند اسے [illegible] مگر یہ خود اپنے ملک میں بھی اس قسم کی آزادی حاصل نہیں پھر بھلا نو آبادی کی حکومت [illegible] حاصل ہو سکتی ہے۔ لاٹ صاحب شاید سچائی کے یہی معنی ہیں۔ تمہارا یہ قول سچائی کے بہت قریب مگر اس میں کسی قدر ترمیم کی ضرورت ہے۔ آزادی کی کوئی قسم نہیں ہے۔ یوں کہتے تو بالکل سچ ہوتا کہ آزادی کی ہوا سے ہندوستانی ہمیشہ اپنے ملک میں بھی ناواقف رہے پرائے ملک میں آزادی کی ہوس کیسی۔ [illegible] گروہ اس راز سے واقف تھا مگر مسٹر شاستری اینڈ کو [illegible] سال [illegible] اور [illegible] کے اتحاد سے واقف ہوئے ہیں اور فرماتے ہیں کہ جمہوریہ برطانیہ میں ہندوستانیوں کا ساری حصہ نہیں ہے بلکہ وہ ایک [illegible] سلطنت کے حلقہ بگوش غلام ہیں۔ لیجسلیٹو اسمبلی کے [illegible] ممبر بھی ایسے ہی کند ذہن تھے جیسے کہ مسٹر شاستری ہیں مگر یہ ممبر اہل ہند کو خود دار [illegible] نہیں کہتے ہیں غلام نہیں سمجھتے بلکہ عقلوں سے

ایک درجہ اور ترقی کی ہے یعنی وہ سبھا کی بندر بھبکی کی طرح دھمکی دیتے ہیں ؎

دیکھ پچھتائے گا میرا جو بزدل ہو گا
وصل تجھ کو نہ پری کا کبھی حاصل ہوگا

حکومت ہند کا یہ حال ہے۔ تو ہو گئے ہیرے ڈر بیرکے بھلا وہ ایسی دھمکیوں میں کیا آئے گی بڑی بڑائی یہ کہ آپ دو دو دھوپ کرکے رزولیوشن پاس کرائیں گے مگر رزولیوشن پاس کرانے کا نتیجہ زیادتی محصول نمک میں آپ دیکھ چکے ہیں۔ اسکا مزا بھی ایسا ہی سلونا ہوگا۔

جب اصل تربت حیدری کے زلزلے کی خبر گوش گزار ہوئی تو اخبار اصلاح کے تحت میں داخل کر دی گئی مگر جب قرار پائی اب کے تربت حیدری کی تباہی کی تصدیق سفیر ایران گوش گزار ہوئی خود اعلیٰ حضرت شاہ کجلاہ ایران نے کچکول گدائی پیش کیا اب اس خبر کے صدق میں کسے شک ہو سکتا ہے۔ مقام شکر ہے کہ ان آفت زدوں کی امداد میں پانچویں اگست کو ایک جلسہ برپا کیا گیا۔ اعلان پہلے سے شائع ہوا اور سنی شیعہ دونوں فرقوں کے نام پر اور وہ مولویوں کے دستخط سے شائع ہوا۔ آصف الدولہ کے امام باڑہ میں ڈھائی تین سو شیعہ سنی جمع ہوئے ڈھائی تین ہزار چندہ بھی ہوا جسے بتوسط سفیر ایران داب سے ہزار سال (ہ) دخول جنت کا استحقاق ہو گیا۔ ایک بات ذرا کھٹکتی ہے کہ شمس العلما اور بہت عربی کے فاضل مولویوں نے "الداعیان" کی مد کے نیچے دستخط فرمائے اِل داخل کرنے سے یہ لفظ ٹھیٹھ عربی بن گئی "الداعیان" ہے تثنیہ اور دستخط کرنے والے ہیں بہت سے۔ دنیا میں کوئی تثنیہ ایسا بھاری بھرکم نہیں دیکھا گیا۔ ایک صاحب فرماتے ہیں کہ الداعیان سے مراد دو فرقے ہیں۔ مگر یہ نظر کیا جائے کہ فرقہ یا طائفہ ہے تو تثنیہ پس بجائے الداعیان کے "الداعیتان" ہونا چاہئے تھا۔ ہاں دو فریق ہو سکتے ہیں تو فریق کا یہ محل استعمال نہیں۔

شاستری صاحب کا ارشاد ہے کہ اہل ہند کا وقار خود داری کو قائم رکھنے کے واسطے وہ کوئی قانون اٹھا نہ دیکھیں گے مگر گر بشرطیکہ وہ طریقہ قانون کی حد کے اندر ہو اور اس سے کسی قسم کے تشدد کا احتمال نہ ہو۔

ہندوستانی مرتب کا دستور ہے کہ جس کی تاریخ کا چاند پر نگاہ پڑ گئی تو اس کا ضرر ایک منتر سے رفع کیا جاتا ہے "جب گھوڑے کے سر پر سینگ جمے گے اندر سے جب میرے پاؤں میں پر نکلے تب یہ چاند مجھ سے بدی کرے" یہ مطلب یہ ہے کہ نہ یہ شرائط پورے ہوں گے نہ ضرر پہنچے گا شاستری صاحب کا بشرطیکہ غالباً یہی فائدہ رکھتا ہے۔ اگر اسے منتر سمجھئے تو پھر یقین رکھئے کہ کچھ ہونا ہوانا نہیں۔ مانا کہ آپ اسپارٹا کونسل میں حصہ نہ لیں گے۔ پھر کسی کا کیا بگڑے گا آپ ہی کو خطاب وطاب میں وہ تین حرف جو ملنے والے تھے نہ ملیں گے۔ آپ کے ممبر مجالس قانونی سے روٹھ کے بیٹھ رہیں گے تو کیا ہوگا ؎

تم ہو مگر اور تو اپنا بھی یہی طور سہی
تم نہیں اور سہی اور نہیں اور سہی

یا یہ کہ آپ رعایات نو آبادی پر دوہی قیود عائد کرنے کی درخواست کریں گے جو نو آبادیوں میں ہندوستانیوں کی ذات پر عائد ہیں خود ہی ہم بھی دیکھیں کہ منہ میں کے دانت ہیں اور وہ قانون کون سا ہے جسکی پابندی کے باوجود اس مقصد میں کامیابی حاصل ہوگی "ایاز قدر خود بشناس" قید یا تبدیلی قانون کے ساتھ نان کوآپریٹر اور عوام الناس آپ کے ساتھ شریک ہو چکے! ہاں شاستری۔ جانے دو غیر کی خاطر کرو۔ اپنی طرف دیکھو۔

خبر ہے کہ ایک فرانسیسی طالب علم نے وہیں جنگ و برطانیہ کا جھنڈا کی توہین کی جسکی اطلاع قیصر کے ڈرکی ارشد مستقل الراس ہے کہ ایک جوان جوش میں آ کر اس پر جھنڈا لگا ہوا تھا۔ طالب علم نے جھنڈے کو جھنڈے پر تھوکا پھر اسے گرا دیا اور جھنڈا لگا کہ فضے اڑا دیا چل دیا۔ برطانوی عمری عدالت نے اسے گرفتار کیا مگر صدر عدالت نے رہائی کی وجہ یہ بتائی کہ برطانوی اور فرانسیسی دوستانہ تعلقات کا تقاضا یہی ہے کہ اسے رہائی دی جائے محض چشم نمائی کافی ہے۔ جیسے انکا جھنڈا ویسے ہمارا جھنڈا۔ فرانسیسی طالب علم ہندی طالب علم نہیں ہے۔

ایک صاحب بہادر پر الزام ہے کہ آپ آٹھ دس لاکھ کی رقم وصول فرما کر نہیں۔ اور نجھ ہو گئے خفیہ پولیس نے کھوج لگایا تو معلوم ہوا کہ آپ امریکہ میں تشریف فرما ہیں۔ چھ سال تک آپ امریکہ کی عدالت میں اس بات پر اڑتے رہے کہ میری گرفتاری کا حق نہیں ہے مگر عدالت نے فیصلہ ان کے خلاف کیا۔ اور آپ با دست دگر دست بدست دگرے بمبئی وارد ہوئے ان پر تین مقدمے کئی لاکھ کی الیتی چل رہے ہیں ۱۰۔ اگست کو پیشی ہے آپ ڈیڑھ لاکھ کی ضمانت پر رہا ہیں۔ دیکھئے جواب پھر روپ اچھی نگلتے ہیں۔

امرتسر کا نامی گرامی جریدہ وکیل فی الحال بند ہو گیا ہے۔ شیخ غلام محمد مرحوم کی بیوہ نے قفل لگا دیئے ہیں۔

مہاراجہ نابھ کے نام سے جو اعلانات شائع ہوئے ہیں انھیں دیکھ کے معزول سلطان ترکی یاد آتے ہیں جنکو بسر پرستی برطانیہ عظمیٰ شرف اشاعت حاصل ہوتا تھا۔

بعض حسن نظام کلکتہ کا متمدن سابق دار السلطنت دشت قبچاق اور صحرائے قبچاق سے بڑھ گیا ہے۔ دن دہاڑے ڈاکے پڑتے ہیں۔ اگر حکومت عذر بارد کرنے پر آئے تو کہہ سکتی ہے کہ یار ان قسموں کی تو بیجا وارداتیں لندن میں بھی ہوتی رہتی ہیں جو شہرۂ آفاق ہے کا سرچشمہ ہے مگر اس عذر میں یخ سے زیادہ برودت ہے۔ اور یہ عذر کبھی کسی ہندوستانی ریاست کی طرف سے وجہ بدنظمی



فرانس: "ارے غضب۔ تم یار تم بھی بڑے دغا باز نکلے۔ قبضۂ روہر کے سارے راز افشا کر دیے۔ دشمنوں کے ہاتھ میں دستاویزیں دیدیں؟"

جان بل: "ہاں! کیا کروں۔ سمجھ لو۔ ایشیا میں اتفاق بڑھ رہا ہے اور یورپ میں نفاق۔"

جھینپو

بقیہ ۱۸ اگست ۱۹۲۳ء

میں غافل سو رہا تھا کہ بالوں میں مسٹر نکربوکر دارزن چشم کے پروردے ڈگن ماری خدا غارت کرے اس مکان بنانے والے کو اس نے منڈیری نہیں بنائی۔ میں نے گھبرا کے کروٹ لی کہ کرتا تھا جو سے لنڈھک کے ٹین کے سائبان پر آ رہا سائبان ڈھلواں تھا پھسل کے نیچے گرا۔ نیچے بارش کا پانی جمع ہو گیا تھا اسمیں ڈبکی کھائی۔

نکربوکر: ابھی صبح کا وقت ہے۔ کمرے میں نہا لیے تو کیا حرج ہوا۔"

میں: "اوں۔ اوں۔ واللہ تم بھی عجب دل لگی باز ہو"

نکربوکر: "خیر اب چلیے۔ شکار کا سامان اٹھایئے۔ ٹفن بکس میرے ساتھ ہے۔ بھوک لگے گی تو علاج اسکا ہو جائے گا۔"

میں: "کل کا بدلہ تم نے آج لے ہی لیا۔ اچھا ٹھہرو میں ابھی کپڑے بدل کے چلتا ہوں۔"

کمرے میں گیا کپڑے بدلے ڈگن اٹھائی جارے کا ڈبا ہاتھ میں لیا اور چل کھڑا ہوا۔

واہ وا۔ وہ سہانا وقت وہ جھیل کا کنارہ۔ وہ پانی کی ہلکی لہریں۔ جھیل کاہے کو کسی معشوق کا روئے صبیح ہے جسکی پیشانی پر جھریاں آتے تو بے تیوریوں پر بل پڑے ہیں۔ ٹھنڈی ٹھنڈی خوشگوار ہوا چل رہی ہے۔ سبزہ لہلہا رہا ہے۔ جھینپنے اور شرمانے کا کوئی محل نہیں۔ ساتھی بھی خدا کے فضل سے مرد ہے۔

شکار بہرحال کامیاب ہوا۔ دس بجے تک کافی مچھلیاں ہاتھ آئیں۔ فن شکار ماہی میں بہ نسبت اپنے ساتھی کے میں زیادہ ہوشیار ثابت ہوا۔ آدھ سیر سے زیادہ وزن کی ایک مچھلی بھی دستیاب ہوئی اور بندہ نے سیر بھر کی ایک تنہا مچھلی شکار کی چھوٹی مچھلیوں کا شمار نہیں۔ آج کی تفریح دس بجے تک ختم ہوئی۔ ڈوری پیٹی۔ ڈگن اٹھائی۔ مچھلیوں کی جھنجری لٹکائی۔ سیر بھر والی مچھلی شست سے بندھی ہوئی ہے۔ دل میں یہ کہ یہ قابل فخر تحفہ فلورا دارزن چشم کے نذر کروں گا ہم دونوں آدمی سبزہ زار سے نکل کے ہوٹل کے سامنے پہونچے۔ راستے ہی سے میں نے عورتوں کی ملاقات کا سامان درست کرنا شروع کر دیا تھا سو کیا؟ پتلون سے جیب کے ۲ شمار رشتے۔ کوٹ کے دامن صاف کیے۔ بانکے شکاریوں کی طرح ٹوپی ترچھی رکھی۔ ڈگن ایک انداز خاص سے پکڑی۔ اٹھیلیوں کے ساتھ جھوم جھوم کے قدم رکھنے لگا۔

ہوٹل میں نصف درجن غارت گران صبر و شکیب ایک ہی کمرے میں جمع تھیں۔ کوئی کشیدہ پہ ناز کی نازک انگلیوں سے پھول پتی کی نوک پلک درست کر رہی تھی کلائی کی حرکت چٹکی کی پھرتی مشتاق کے دل کو تڑپاتی۔ جانی سینے کو چھری کرتی مری کلیجہ سوئی سا چھیدا جاتا ہی لگتا تھا ہے کسی گرفتاری کی فکر میں۔ زنجیر یا بہ زنجیر کرنے کی گھات میں۔ کوئی کتاب ہاتھ میں لیے مشغول مطالعہ کوئی اپنی کسی سہیلی سے سرگوشی میں محو۔ فلورا انگر بوکر بیٹھی وہ فتنہ عالم بھی جس نے میرے تیر بیلے دل کو موہ لیا تھا اسی جھرمٹ میں چہلیں کر رہی تھی۔ مجھے دیکھتے ہی مسکرائی۔ شوخی آمیز تبسم کی بجلی خرمن دل پر گری اور متاع شکیبائی کو خاک سیاہ کر گئی۔ میرے دل سے کہا سنبھل دل نے مجھ سے کہا ہوشیار باش مگر نامراد شرم نے مشورہ دیا کہ اپنے نذر ساتھی کو بہانا اسکی انگلیوں میں منہ ڈال دے۔ بارے ابھی تک عقل نے جواب نہ دیا تھا میں نے قریب پہونچتے ہی صاحب سلامت کی۔ سر جھکا کے کہا۔

میں: "فلورا۔ میں تمہارے لیے یہ مچھلی لایا ہوں آج کے شکار کا یہی حاصل امید ہے کہ تم اس ماحضر تحفہ کو قبول کر لو گی"

اے اضطراب۔ وائے گھبراہٹ۔ دفعتاً ہاتھ کی جنبش سے مچھلی کی بندش ڈھیلی ہوئی آپ جانیے پھسلن تو اس جانور میں قدرتی ہوتی ہے۔ مچھلی اور پھسل کے دھڑسے فلورا کی گود میں جا رہی کانٹا نکال کھا کے میرے کانپ اٹھا۔ سب تو کو جھٹکے دیتا ہوں کسی طرح نہیں چھوٹتا۔ گروں ادھر ادھر پھراتا ہوں۔ کالر کھینچتا ہوں گلا گھونٹتا ہوں ساتھ میں ڈوری اُلجھی ہوئی ہے۔ آخر کانٹا کھینچا کانٹے کے ساتھ کالر بھی گردن سے جدا ہوا کانٹا آزاد اور پیر کوا تیزی میں منظم ہو کے ایک دوشیزہ کے گلے پر گرتے اس نے ہاتھ سے جو جھٹکا دیا تو کانٹے صاحب نے بھی دل لگی کی یعنی دوسری حسینہ کی بالوں ٹوپی میں اُلجھ گیا یہ ٹوپی قدرتی گنج کی ستر پوش تھی میں اس راز سے واقف نہ تھا میں نے زور سے جو کھینچا کانٹا ٹوپی کا خراج وصول کرتا ہوا فاتح جنرل کی طرح واپس آیا۔ ابھی مجھ تک نہ پہنچا تھا کہ مس فلورا کی کتیا غیر معمولی جانور کو دیکھ کے ٹوپی پر جھپٹ پڑی اور لگی جھنجھوڑیاں دینے۔ گردن ہلا ہلا کے جھٹکے دے رہی تھی کہ بیگم صاحب بیچاری کی نظر پڑتی ایک ہاتھ کھینچ جب باہر رکھے تیزی کے ساتھ بھاگیں۔ مس فلورا نکربوکر نے قہقہہ لگایا کتیا اور شیر ہوئی۔ پھر منہ جو ٹوپی کو دبایا تھا ہیکی کانٹا حلق میں پیوست ہو گیا۔ اب بی کتیا خانم لگیں قلابازیاں کھانے۔

فلورا: "ہے ہے میری کتیا۔ ہے ہے میری پشتری وشتری۔ بھیا بتاؤ میں کیا کروں۔ میری لاڈلی کتیا کی زبان زخمی ہو گئی اب یہ کیونکر جیے گی۔ خدا کے لیے کسی طرح کانٹا نکالو"

یارو قسمت کی خوبی دیکھو۔ ایسے سلسلہ وار واقعات اس کانٹے اور ڈور میں مخفی تھے کہ میں گھبرا گیا زمین تنگ آسمان دور۔ یہ تمام آفت اس حرامزادی مچھلی نے پیدا کی۔ اگر یہ مجھ کو مغرور نہ کرتی تو مجھے اتنی دلیری نہ ہوتی۔

نکربوکر: "فلورا۔ تمہاری کتیا کا علاج یہی ہے کہ منہ چیرو زبان کھینچو اور کانٹا نکال لو۔ اگر ذرا بھی دیر کی تو یہ تڑپ تڑپ کے مرجائے گی"

میں: "مسٹر نکربوکر۔ کاش اس کتیا کے بجائے میں ہوتا"

فلورا: "ہاں موت غیرت داروں کے لیے ہے"

میں نے مچھلی پر غصہ اتارا دم پکڑ کے جو پھینکتا ہوں تو ایک لیڈی کی ناک سے رگڑ کھاتی ہوئی

سیداں میں جا گری، ہونٹ چبائے۔ مونچھیں مڑ گئیں۔ نگاہوں کی گرمی برداشت نہ ہو سکی۔ بجائے گھر آ چکا ہو کانوں میں یہ الفاظ گونج رہے تھے، "موت غیوروں کے لیے ہے" آہ کیا غیرت و شرم کی میری ذات میں کمی ہے؟ غلط! میں نے دو مرتبہ مرنے کا چیلنج قبول کر دیا۔ کیا یہ شرم و غیرت کے باعث نہ تھا؟ مجھے نہیں معلوم کہ کیا تماشا کٹیا کے حق سے کیونکر کاگل سامان خفکار بہ گیا گزری۔ لیکن یقین ہے کہ تمام ہوٹل مجھ سے ناراض ہے۔

گیارھواں باب

سرکس

وہ اگلی سی طمانیت اب کہاں۔ سکون رخصت، استقلال مفقود۔ صبر غائب، سکاں کی جا سوداری ہے اور میں ہوں۔ رو رو کے سیاہ کسے دکھاؤں۔ لیکن فلورا کا پیارا پیارا مکھڑا کسی طرح نگاہوں کے سامنے سے نہیں ہٹتا۔ ہائے میں نے اُس کی پیاری کٹیا کی جان لی۔ کٹیا عمل جراحی کے بعد نہ نکل سکی زبان کا زخم کسی طرح اچھا نہ ہوا۔ بیچاری مر گئی۔ میں سخت جان، اپنے پرائے کے طعنے سہنے کو زندہ ہوں۔ دل کا قول ہے:۔

تیرے جیسے کتنا نہ جیتے

آہ اگر کوئی عمدہ نسل کا خوبصورت پلا مل جائے تو یہ عیب مٹے۔ گرمی کے پہاڑ سے دن کاٹے کٹتے ہیں باہر نکلوں تو وہ سوالی اور وہ آوازے توازے کا سامنا۔ ایک ہفتہ قید تنہائی اٹھانے کے بعد قدرے دماغ میں سکون ہوا۔ طبیعت بہلی۔ صبح کا وقت تھا کہ راستہ سے غیر معمولی شور و غوغا کی آواز بلند ہوئی۔ میں بستر سے اٹھا۔ ایک سرکس کمپنی اُدھر سے گزر رہی تھی۔ بندر، ہاتھی، سیکڑوں دوسری قسم کے جانور اسکے ساتھ تھے۔ لڑکوں کا غول بھی جانوروں کے ساتھ غل مچاتا جا رہا تھا۔ معلوم ہوا کہ تماشا عنقریب ہوگا۔ آپ جانتے ہیں کہ میرے سینہ میں دل ہے۔ دل بھی عشق کا ستایا ہوا۔ فوراً یہ خیال آیا کہ غالباً مس فلورا لوگ سرکس کا تماشا دیکھنے جائے گی۔ اور کٹیا کا غم بھلائیگی۔ مجھے بھی جانا چاہیے۔ وہ بندر اور ہاتھیوں کو دیکھنے میں، اُسے دیکھ کے آنکھیں سینکوں۔ پچھی نے کہا کہ یہاں سے دو میل پر سرکس والوں نے ڈیرا لیا ہے۔ آج رات کو وہ لوگ کو پورا ہوٹل کے رہنے والے تماشا دیکھنے جائیں گے۔

بہت خوب! میں بھی جاؤں گا۔ خدا کرے اُنکی نگاہ مجھ پر پڑے۔ بچپن کا زمانہ گیا اب شیر چیتے ہاتھی دیکھنے کا شوق مجھے نہیں۔ غرق ہو کر سطح میں تو خود ہی ایک آہوئے زخم خوردہ کے تیر نظر کا نخچیر ہوں۔ مجھے ان وحشی جانوروں سے کیا؟ ہو سکتی ہے قسمت نے یاوری کی ہے جو سرکس اس کو روزہ میں آگیا۔ سرکس میں جاؤں گا تو لوگ یہی سمجھیں گے کہ تفریح کرنے آئے ہیں۔ گھوم گھار کرنے نہیں آئے۔ اس قسم کی بدگمانی کا کسی کو حق نہیں۔

شام ہوئی۔ میں نے اپنے حواس درست رکھنے کی کوشش شروع کی۔ لباس اچھے سے اچھا پہنا۔ آئینہ کی مدد سے بالوں کی درستی کی۔ قدم سے سینہ تک ہر چیز کا جائزہ لیا کہ کوئی کسر تو نہیں رہ گئی ہے جو یاروں کو ہنسنے کا موقع ملے۔ چھڑی ہاتھ میں لی۔ سیٹی بجاتا سرکس کے دروازے تک پہونچا۔ خیال تھا کہ جائے نشست کا انتخاب پہلے ہی سے کر لوں۔ مگر شاید دیر ہو گئی جب تو کھچا کھچ آدمی بھرے ہوئے ہیں۔ لاحول ولا قوۃ۔ بھلی یاد دستری عورتوں سے بھی پڑ بھیڑ ہو گئی۔ "ارے مس فلورا ادھر ہی دیکھ رہی ہے" یہ اپنے دل میں مجھے کوس رہی ہوگی کہ اسی کمبخت نے کٹیا کی جان لی۔ افسوس کدھر جاؤں۔ جراسکی قہر ڈھانے والی نگاہوں سے منہ زار ہوں۔ جائے نشست کی دھن میں آگے بڑھتا چلا گیا۔ ان حرامخور سرکس والوں نے ایک جگہ رسی تان دی تھی۔ پاؤں رسی میں پھنسا۔ اڑا اڑا دھڑام۔

مس فلورا: ایک ہوئی۔ ابھی چوٹ لگی ہو تو مجھ سے بھی کہہ دیجیے۔

دوسری: گرنے سے قبل نام بتانا ضروری ہے۔

تیسری: وہ وہ جی! واہ! کیا قلابازی کھائی ہے۔ معلوم ہوتا ہے تم بھی اسی سرکس کے کوئی جانور ہو۔ تالیاں نہیں، قہقہے اڑے۔

لڑکے: "نہیں جناب یہ ہاتھی کا لینڈ میٹ ہے ہیں۔ گرے نہیں ہیں"

ایک عجیب شرارہ بدلتا ہے ... ششدر کھڑا رہا۔ پھر مجمع کے ساتھ غل کے اس قتال عالم سے نزدیک دگر آنکھوں سے اوجھل بیٹھ گیا۔ میں کہتا تھا کہ اُسکی نگاہ مجھ پر نہیں پڑی۔ مگر وہ اپنے بھائی کے کان میں کیا کہہ رہی ہے؟ اے لو وہ ٹکر بوکر نے گردن اٹھا کے مجھے دیکھا۔ اب خیریت نہیں ہے۔ ہائیں وہ تو مجھے اشارے سے بلاتا ہے۔ مجبوری اسکے قریب پہونچا مگر یہ لوگ بلندی پر تھے میں پستی میں بیٹھا۔ فلورا ٹکر بوکر کے بوٹ کی نوک کبھی کبھی میرے پشت سے ٹکرا جاتی ہے۔ کیا مضائقہ ہے۔ وہ وہ عاری کا سے کی وہ لاتیں بھلی۔

کھیل شروع ہوا۔ ایک مسخرا چابک ہاتھ میں لیے اکھاڑے میں آیا۔ اس نے چابک چٹکارا جیسی دل لگی کے جلسے کے۔ مگر میں نے نہیں سنے میں تو فلورا ٹکر بوکر کی ٹھوکر کے مزے لے رہا تھا۔ اتنے میں ایک حسین چابک سوار گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر سوار آیا۔ اس نے کرتب دکھائے تماشائیوں کو سلام کیا اور چلا گیا۔ مسخرا اسکے پیچھے ہو لیا۔ مگر مجھے اس سے کچھ سروکار نہیں۔ ماشاءاللہ میری پشت کے نصیب یہ مقدر کہ انکا پا انداز بنی۔ میرا دل اس ایڑی پر نثار۔ لیمونیڈ والا پاس سے گزرا۔ سگرٹ بیچنے والا آیا۔ لیکن مجھے کچھ پروا نہ ہوئی۔ تشنہ کامان محبت کو شربت دیدار کا جام کافی ہے۔ تو بھی سیر بھر کا گولا دانتوں میں پکڑے ہوئے اکھاڑے میں اترا ہوگا۔ یہ گولا خود میری معشوقہ کی کٹیا سے زیادہ دلچسپ نہیں جس نے مچھلی کی کشتا عمل کے جان دی۔ اگر یہ اسی کا لڑکا ہے جس کے جسم کی ہڈیاں اتنی نرم ہیں کہ جب چاہے تو کر پیچھے اپنے کرتب دکھا رہا ہے تو مجھے کیا؟

(باقی آئندہ)

امراض وبائیہ و بالخصوص ہیضہ سے بچنے کے تدابیر

اطبائے دواخانہ معدن الادویہ کا بیش بہا مشورہ

۱ - ہوادار کشادہ مکان میں رہنا جس میں دھوپ و ہوا آتی ہو [illegible]

۲ - گرد و گرت [illegible] مکان [illegible] رکھنا [illegible] ۔ نیم کی پتی - لوبان - صندل - کافور [illegible] وغیرہ کا جلانا۔

۳ - کافور کا ہر وقت اپنے پاس رکھنا اور سونگھنا [illegible] وغیرہ کا پاس رکھنا اور سونگھنا۔

۴ - [illegible] روزانہ صبح [illegible] ایک [illegible] کی ۳ عدد کالی مرچ پیس کر پینا۔

۵ - کثرت سے جماع - زیادہ محنت [illegible] سے پرہیز کریں۔

۶ - [illegible]

۷ - [illegible]

۸ - [illegible] سے پرہیز کرنا چاہیے۔

۹ - [illegible]

ہر قسم کا طبی مشورہ بلا کسی فیس کے حاصل ہو سکتا ہے

منیجر دواخانہ معدن الادویہ - وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ -

امراض وبائیہ و ہیضہ سے حفاظت رکھنے والی اور قوت دینے والی مجرب ادویات

حب ہاضم [illegible] ہیضہ

[illegible]

عرق ہاضم [illegible]

[illegible]

اپنا پتہ و نام صاف لکھیے اخبار کا حوالہ ضرور دیجیے

امراض ہیضہ سے [illegible]

[illegible]

حب [illegible]

[illegible]

فہرست کلاں طلب فرمایئے مفت روانہ ہوگی

شرائط اشتہار

(۱) روپیہ پیشگی بھیج کرنا ہوگا۔

(۲) قیمت [illegible] شدہ [illegible] ہونے کی [illegible] کوئی جائیگی

(۳) اودھ پنچ پر [illegible] سے کم کی [illegible] قبول نہ کی جائیگی۔

(۴) بحساب [illegible] کرنا ہوگا اور [illegible] کمیشن ایجنٹ صاحب کو دیا جائیگا۔

علاوہ خاص [illegible] کے [illegible] ہے

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

اودھ پنچ لکھنؤ

(۱) [illegible]

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

ایک فلسفی یعنی

مرحوم مولانا کرامت حسین سابق جج ہائیکورٹ [illegible]

[illegible]

علم الاخلاق - [illegible]

افراد کا [illegible] ۔ اردو ۱۲

[illegible]

امور عامہ [illegible] ۱۲

[illegible] کمیشن [illegible] دیا جائیگا۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

[illegible] وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ میں [illegible] مہتمم حکیم محمد ممتاز حسین [illegible] سے چھپ کر شائع ہوا